قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں

ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لوازمات

مرتبہ: محمد اقبال المدینۃ المنورۃ علیٰ منورہا الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں

ایمان بالرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے لوازمات

مُرَتَّبَہٗ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ
حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com
فون: 0092-312-2502281
۹ شوال ۱٤٤٣

نوٹ: کتاب قارین کے لیے کتابی صورت میں اور طبع کے لیے موجود ہے۔
مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
جامع مسجد مدنی– خانقاہ مدنیہ اقبالیہ جلیلیہ
سی 307، بلاک 1 ، گلستان جوہر ، کراچی۔۔۔موبایل 0030 9225533 0321 9225533

بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

وَنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ

بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا

سورة الفتح آية ٨ ٩

کِس کی طاقت ہے کہ مدحت میں زباں کھول سکے
جب خُدا آپ ہو قُرآن میں ثناخواں اُن کا

قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں

ایمان بِالرّسُول ﷺ کے لوازمات

مُرتبہ: مُحمّد اقبال المدینۃ المنورۃ علیٰ منورِھا الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰاهَا

(القرآن)

فهرست مضامین

اِس رسالہ کے مُندرجات ایک نظر میں

خطبہ مع وضاحت شانِ رسالت	۳
فصل ① اللہ تعالیٰ کا دوام و استمرار کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا فرماتے رہنا اور مومنین کو اُس کا حکم فرمانا۔	۸
فصل ② اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار فرمانا اور ان کا غیر معمولی لحاظ فرمانا	۱۲
فصل ③ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا و آخرت میں جو انعامات دیئے ہیں، اُن کا اظہار فرمانا۔	۱۵
فصل ④ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و احترام و ادب کا وُجوب	۱۹
فصل ⑤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق جن میں اعظم محبت و اتباع کا وجوب ہے	۲۱
خُلاصۂ کتاب	۳۱
اِس رسالہ کے مُطالعہ کے بعد عملی تشکیل	۳۲

(مُسلمان بھائیو) ذیل کی حَمد و صَلوٰۃ کو زبان سے ضرور پڑھو کہ اس میں بہت برکت ہے اور کتاب کا مقصد بھی ہے اسی لئے اُردو میں لکھا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ جلّ شانہ کے لئے ہیں جو تمام عالَم کا پالنہار ہے جس نے اپنے نبی حضرت محمّد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبوّت سے مشرّف فرمایا اور آپ کی تعریف فرمائی اور آپ کے بلند مرتبہ کو بیان فرمایا اور ہم پر آپ کی فرمانبرداری اور تعظیم اور توقیر کو واجب فرمایا اور اس وُجوب کو قرآن میں بیان فرمایا جس کی قیامت تک تلاوت کی جاتی رہے گی۔ اور رحمتِ کاملہ اور سلامتی ہو تمام موجودات کے سَردار پر جنہوں نے فرمایا کہ "میں تمام اولادِ آدم کا سَردار ہوں اور اس پر تفاخُر نہیں کرتا"۔ اور رحمتِ کاملہ اور سلامتی ہو آپ کی تمام آل پر اور تمام اَصحاب پر قیامت تک۔

امّابعد! دینِ اسلام کی بُنیاد توحید و رسالت کے اِقرار پر ہے لیکن قاعدہ ہے کہ اِذَا ثَبَتَ الشَّیۡءُ ثَبَتَ بِجَمِیۡعِ لَوَازِمِہٖ وَانۡتِفَاءِ مَوَانِعِہٖ۔ یعنی جب کوئی چیز ثابت و موجود ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازم اور موانع کے انتفاء کے ساتھ ثابت ہوتی ہے، لہٰذا رسالت کے جمیع لوازمات کو اعتقاداً و عملاً مانے بغیر محض اِقرار یا کچھ ماننے اور کچھ کو نہ ماننے والا مُسلمان نہیں ہوتا، آج کل جمیع لوازمات کے ماننے میں بعض مسلمان کی طرف سے غفلت پائی جاتی ہے اور دشمنوں یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہم کی طرف سے جَدید تعلیم یافتوں میں خیالات کی آزادی اور عقلیت پسندی کے نام سے اور دینی حلقوں میں توحید وغیرہ کے خُوشنما اور پُرکشش نعروں سے لوازماتِ رسالت میں خصوصاً محبت، تعظیم، اَدب اور

توقیر کو کم کرنے بلکہ خلافِ شرع ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، حالانکہ محبّت، اَدب و تعظیم جو کہ سارے دین کی بُنیاد ہے اس کے بغیر رسالت کے اَحکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مختصر رسالہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی جو مدح و ثناء فرمائی اور اُن کا جو لحاظ فرمایا اور بندوں کو اپنے کلام میں اُن کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا اس سے متعلق چند آیات درج کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

نوٹ: اس رسالہ میں ہم نے وہی لوازمات لکھے ہیں جن کو آج کل اہمیت نہیں دی جا رہی، بلکہ ان کو لوازمات میں سے ہی نہیں سمجھا جا رہا، سب لوازمات نہیں لکھے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

○

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اپنے مقامِ رفیع کو مُمتاز حیثیت سے یوں ارشاد فرمایا "محمّد فرق بین الناس"۔ (بخاری شریف)

یعنی جب تک سیّد دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کو اُن تمام صفات اور خصوصیات کے ساتھ صدقِ دل سے تسلیم نہ کیا جائے گا جو اُن کو من جانبِ اللہ عطاء ہوئی ہیں اس وقت تک تمام عقائد اور اعمال، اَخلاق آداب وغیرہ اُمور ناقابلِ اعتماد اور عند اللہ غیر مقبول ہیں۔

اس عبارت کی وضاحت اس طرح ہے کہ رسول اور پیغمبر علیہ السّلام کی طاعت اور اس کا ادب رسول کو بھیجنے والی ذات کی عظمت کے لحاظ سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ جس کی بڑائی کسی کے تصوّر میں بھی نہیں آسکتی

اس کے ہر رسُول علیہ السّلام کا اَدب اور توقیر و تعظیم کا ضروری ہونا ظاہر ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے جتنے رسُول علیہم السّلام مبعوث فرمائے وہ کل مخلوق کے لئے نہیں بلکہ خاص خاص ملکوں یا قوموں کے لئے اور ایک معیّن مدّت کے لئے ہوتے تھے، پھر ان کی شریعت اور اس پر عمل منسوخ ہو جاتا تھا، صرف ان پر ایمان لانا کافی ہوتا تھا نہ کہ ان کی اطاعت، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اوّل عُہدۂ رسالت سے نوازا اور تمام انبیاء علیہم السّلام سے ان کی نبوّت کا اقرار لیا اور ان کو نبی الانبیاء اور سیّد المرسلین اور خاتم النبیّین بنایا جو کہ مکمل التوحید بھی ہیں کہ ان کے وسیلہ کے بغیر کسی کی توحید بھی معتبر نہیں، مُسلمان ہونے کے لئے ان کا وسیلہ فرض ہے، اس وسیلہ کا منکر بالاتفاق واجبُ القتل ہے کہ مُرتد ہے کیونکہ انہوں نے ہی ہمیں ذاتِ باری تعالیٰ کی صفات اور عقائد و ایمانیات اُمورِ غیبیہ کی تعلیم دی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کُل مخلوق کے لئے مبعوث فرمایا اور قیامت تک انہی کی رسالت چلے گی، کوئی اور نبی نہیں ہوگا، اس لئے اس عُہدۂ جلیلہ اور اپنے حبیب و محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کو ایسے خصائص اور انعامات سے نوازا جن میں دوسرے شریک نہیں۔ ہم مؤمنین اگر ان کے رُتبہ اور شان کے مطابق دل کی گہرائیوں اور محبّت کے جذبات سے ان کی اطاعت کریں اور ان کے احکام ماننے میں دل میں خرخشہ نہ لائیں اور ان کا ادب و توقیر و تعظیم کریں تب ہی اس رسولِ عظیم اور اللہ کے حبیب و محبوب کی رسالت کا اقرار معتبر ہو گا اور ان کی اطاعت کرنے والا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سُورۃ النّساء آیت ۸۰) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (سُورۃ الفتح آیت ۱۰) جیسی آیات کا عامل کہلائے گا ورنہ ضابطہ کی طاعت اور ضابطہ کا اقرار بغیر اعتقادِ قلبی نفاق کہلائے گا چنانچہ مؤمنین کو خطاب

کر کے اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتے ہیں:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (سُورۃ النِّسآء: ٦٥)

ترجمہ: سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی مُنصف جانیں اس جھگڑے میں جو اُن میں اُٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اور یہ اتنا ضروری مسئلہ ہے کہ سیّد المتواضعین صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

اَلَا وَ اَنَا حَبِيْبُ اللهِ.

ترجمہ: غور سے سُنو میں اللہ کا حبیب ہوں۔

عُلماء نے لکھا ہے کہ حبیب اللہ کا لقب سب سے اُونچا ہے اور حبیب اللہ کا لفظ جامع ہے خلّت کو بھی اور کلیم اللہ کو بھی اور صفی اللہ ہونے کو بھی بلکہ ان تمام صفات کو بھی جو دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کے لئے بھی ثابت ہیں اور وہ اللہ کا محبوب ہونا ہے ایک خاص محبّت کے ساتھ جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰٓى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ: کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: وَمِنْ نَّفْسِكَ. (الشفاء ج ۲ ص ۱۵)

شیخ التفسیر حضرت مولانا علی میاں ندوی دامت برکاتہم ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ صرف ضابطے اور قانون کا تعلّق کافی نہیں، رُوحانی اور جذباتی تعلق اور ایسی گہری اور دائمی محبّت مطلوب ہے جو جان و مال اور اہل و عیال کی محبّت پر فوقیت لے جائے۔ اِس سِلسلہ میں ان تمام مخالف اَسباب اور مُحرکات سے محفوظ اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے جو اس محبّت کے ستونوں کو خشک یا اس کو کمزور کرتے ہیں۔ جذبات و احساساتِ محبّت میں افسُردگی، سُنّت پر عمل کرنے کے جذبہ میں کمزوری اور آپ کو دانائے سُبل ختم الرُّسل اور مولائے کُل صلّی اللہ علیہ وسلم سمجھنے میں تردّد اور سیرت و حدیث کے مطالعے سے رُوگردانی اور بے توجّہی کا سبب بنتے ہیں۔" (انتہٰی)

اِس پُر محبت اِحترام اور اِحترام آمیز محبّت کو قرآن نے "تعزیر و توقیر" کے کلمہ سے ادا کیا ہے۔ اس لئے ہم اگلی فصلوں میں مختلف عُنوانوں سے توقیر و تعظیم کے متعلق قرآن پاک کی آیات لکھ رہے ہیں تاکہ ہمارے اندر محبّت کے مطلوبہ جذبات پیدا ہوں۔ (وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فصل ۱

عبدیت کے کمال میں یکتا اور رسالت کے مقام میں امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی دوام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام میں مدح وثنا فرماتے رہنا۔

آیت شریفہ ① إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (سورۂ احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو[۱]۔ (بیان القرآن)

اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا فرمانا ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۱۱)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں

---

[۱] اس آیتِ شریفہ میں درود شریف کے حکم کو جس شاندار تمہید سے اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ یہ عمل میں بھی کرتا ہوں اور میرے فرشتے بھی کرتے ہیں، اے مومنو تم بھی کرو یہ انداز اللہ تعالیٰ نے کسی اور حکم میں اختیار نہیں فرمایا۔ بلاشبہ صلوٰۃ وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے۔
(تفصیل کے لئے رسالہ "فضائل درود شریف" اور "الدر المنضود" مطالعہ کریں)۔

فهرست مضامين

اللہ جَلَّ شانہٗ نے اپنے بندوں پر ظاہر کیا ہے کہ ان کے نزدیک اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا رُتبہ ہے اور کیا شان ہے کہ اللہ جَلَّ شانہٗ اور ملائکہ مقربین مَلَأِ اَعلیٰ میں آپ کی ثناء کرتے ہیں۔ پھر مَلَأِ سُفلیٰ میں اسی دُرود کا حکم فرمادیا تاکہ عالَمِ علوی سے عالَمِ سفلی تک ہر جگہ آپ کی تعریف اور ثناء گونج اُٹھے اور زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا محبوبیت اور رفعتِ شانِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مُعطّر اور مُنوّر ہو جائے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

○

آیت شریفہ ② وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورۃ قلم آیت ۴)

ترجمہ: اور بیشک آپ اَخلاقِ (حَسَنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

یہ نبیِ رحمت اور رسولِ ہدایت صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی تکریم اور گواہی ہے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے دفترِ خُلود (قرآن پاک) میں لکھی جا چکی ہے۔ اس کلمہ کی تفسیر سے عقلِ انسانی اور قلم عاجز ہیں۔

حضرت امام عِزّالدین بن عبدالسلام (المتوفی ۶۶۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اور عظماء کا کسی چیز کو عظیم سمجھنا اس کی اِنتہائی عظمت پر دلالت کرتا ہے، اب خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ جس کو عظیم فرمائیں اُس کی عظمت کو کون بیان کر سکتا ہے۔"

آیت شریفہ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (سورۃ الم نشرح آیت ۴)

فہرست مضامین

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔[1]

آیت شریفہ ④ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (سُورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو کسی اور بات کے واسطے نہیں بھیجا، مگر دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔[2]

آیۃ شریفہ ⑤ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ (احزاب: ۴۵ - ۴۶)

ترجمہ: ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں

---

[1] سید السادات، فخرِ انبیاء، ومکمل التوحید، محار الملل صلی اللہ علیہ وسلم نے رفعتِ ذکر کی یوں تشریح فرمائی،

"میرے پاس جبرئیل امین آئے اور یہ کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا ہے؟ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سُنایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔" (فتح الباری)

"اللہ تعالیٰ کی رفعت اور شہرت تو ظاہر ہے اور جو اس کے ساتھ مقرون (لگا ہوا) ہوگا وہ رفعت اور شہرت میں بھی آپ کے ساتھ ہوگا۔" (مأخوذ از نشر الطیب)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّمَآ اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔[لہ]

نورِ قلب کا ذریعہ

[عہ] اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سراجِ منیر آپ کی صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مؤمنین کے قلوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ قلب سے منور ہوتے ہیں، اسی لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس عالم میں آپ کی صحبت پائی وہ ساری اُمت سے افضل و اعلیٰ قرار پائے کیونکہ اُن کے قلوب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ عیاناً فیض اور نور حاصل کیا، باقی اُمت کو یہ نور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے واسطہ در واسطہ ہو کر پہنچا۔" (تفسیر مظہری)

[کہ] حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اسی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"قیامت تک مؤمنین کے قلوب آپ کے قلبِ مبارک سے استفاضۂ نور کرتے رہیں گے اور جو جتنی محبت اور تعظیم اور دُرود شریف کا زیادہ اہتمام کرے گا اس نور کا حصہ زیادہ پائے گا۔"

فصل ۲

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار اور اُن کی رضا و خوشنودی کا غیر معمولی لحاظ فرمانے کے متعلق اپنے اس کلام میں ارشادات جس کی تلاوت جہری و خفی قیامت تک ہوتی رہے گی۔ (قدیر)

آیتِ شریفہ ⑥ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (سورۃ البقرۃ ۱۴۴)

ترجمہ: ہم آپ کے مُنہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجّہ کر دیں گے۔ جس کے لئے آپ کی مرضی ہے (لو) پھر اپنا چہرہ

فہرست مضامین

(نماز میں) مسجدِ حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجئے۔[1] (ترجمہ بیان القرآن)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قسمیں فرما کر ان کو راضی کرنے کی بشارت دینا

آیت شریفہ ⑦ وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۭ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۭ (سورۃ الضحیٰ : آیت ۱ تا ۵)

ترجمہ: "قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے

---

[1] خلاصۂ تفسیر از حضرت حکیم الامّۃ نوّر اللہ مرقدہٗ:

"آپ جو دل سے کعبہ کے قبلہ ہونے کی خواہش رکھتے ہیں اور اُمیدِ وحی میں بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی دیکھتے ہیں کہ شاید فرشتہ حکم لے آوے، سو آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں (اور چونکہ ہمیں آپ کی خوشی پورا کرنا منظور ہے) اس لئے (ہم وعدہ کرتے ہیں کہ) آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جو آپ کو پسند ہے (لو پھر ہم حکم ہی دیئے دیتے ہیں کہ) اب سے اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی طرف کیا کیجئے۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:

"(آیتِ مذکورہ میں) پہلے تو قبولیتِ دُعا کا وعدہ فرمایا فَلَنُوَلِّيَنَّكَ یعنی ہم آپ کا رُخ اسی کی طرف پھیر دیں گے جو سمت آپ کو پسند ہے۔ اس کے فوراً بعد ہی یہ رُخ پھیرنے کا حکم بھی نازل فرما دیا فَوَلِّ وَجْهَكَ۔ اس طرزِ عمل میں ایک خاص لُطف تھا کہ پہلے وعدہ کی خوشی حاصل ہو، پھر ایفائے وعدہ کی خوشی قندِ مکرر ہو جائے۔" (معارف القرآن)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے بیزار ہوا، اور آخرت آپ کے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے۔" [1]

اللہ تعالیٰ نے آپ کی غایت شرافت کی وجہ سے نام لے کر خطاب نہیں کیا اور مومنین کو بھی آپ کا نام لے کر خطاب کرنے سے منع فرمایا۔

آیتِ شریفہ ⑧ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

ترجمہ: "مت کر لو بُلانا رسول کا اپنے اندر، برابر اس کے جو بُلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو۔" (سورۃ النور: ۶۳)

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سے ایک بھی اگر دوزخ میں رہ گیا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔ عرب بن شریح کا بیان ہے کہ:

"حضرت ابو جعفر محمد بن علی (زین العابدین) سے میں نے خود سُنا، فرما رہے تھے کہ اے گروہِ اہلِ عراق تم کہتے ہو کہ قرآن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ہے اور ہم اہلِ بیت کہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں سب سے زیادہ اُمید آفریں آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ہے۔ (تفسیر مظہری) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یُعْطِیْكَ رَبُّكَ داس تُساں — فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں
لجپال کریسی پاس اساں — وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ صحیح پڑھیاں

فہرست مضامین

فصل ۳

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت میں جو خصوصی انعامات دیئے ہیں ان کا اظہار

کلامِ پاک کا اَبدی معجزہ

آیتِ شریفہ ⑨ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ (الحجر:۹)

ترجمہ: "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں"۔

اِسراء کا اعزاز اور عَبۡدِہٖ کا عالی مرتبت خطاب

آیتِ شریفہ ⑩ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (الاسراء:۱)

ترجمہ: "پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک"۔

معراج کا اعزاز اور قُربِ خاص کا شرف

آیتِ شریفہ ⑪ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۝ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ۝ (النجم ۸ تا ۱۰)

ترجمہ: "پھر وہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا، سو دو کمانوں کے برابر

فهرست مضامين

فاصلہ رہ گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمائی۔"[۱]

تمام انبیاء سے (یوم میثاق میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا

آیتِ شریفہ (۱۲) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ (آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: "اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں۔ پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو مصدّق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری بھی کرنا، فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا، وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔"[۲]

---

[۱] اس دیدار و ملاقات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں عطاء فرمائیں اور جو جو انعامات عطاء فرمائے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں لیکن اس قُربِ خاص سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال میں کتنا اضافہ ہوا ہوگا جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا ہے تو جمال بھی کتنا دیا ہوگا؟

تفصیل نشر الطیب، رحمتِ کائنات، خصائلِ نبوی میں ملاحظہ فرمائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ.

[۲] تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا عہد تو یوم میثاق میں لیا گیا اور شبِ معراج میں بیتُ المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کرائی گئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو امامت کے لئے آگے بڑھایا اور آپ نے امامت فرمائی تو آپ نبیُّ الانبیاء بھی ہیں اور امام الانبیاء بھی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

فهرست مضامین

مقامِ محمود کا اعزاز

آیتِ شریفہ ⑬ عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ○ (الاسراء: ۷۹)

ترجمہ: "قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقامِ محمود میں"۔ ؎

حوضِ کوثر عطاء فرمانے کی بشارت

آیتِ شریفہ ⑭ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ (الکوثر: ۱)

ترجمہ: "بے شک ہم نے آپ کو کوثر (ایک حوض کا نام ہے اور ہر خیرِ کثیر بھی اس میں داخل ہے) عطاء فرمائی ہے"۔

حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں خاتم النبیین ہونا بھی ہے

آیتِ شریفہ ⑮ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں، سب نبیوں کے ختم پر ہیں"۔

ف: حدیث میں آیا ہے "اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیۡنَ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ" (میں

؎ یہ "مقامِ محمود" شفاعتِ کبریٰ کا مقام ہے جس سے انبیاء علیہم السلام بھی مستفید ہوں گے۔ اس مقام کے مناظر میں بہت سے اقوال ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا سبز جوڑا پہنایا جائے گا۔ عرشِ معلیٰ کے دائیں جانب بٹھایا جائے گا۔ حمد کا جھنڈا دستِ مبارک میں تھمایا جائے گا، ان مناظر پر اولین و آخرین سب رشک کریں گے۔ (اس کا کچھ بیان فضائلِ درود شریف میں اور تفصیل تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے)۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمِ

خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) یہ بھی لوازمات اقرارِ رسالت میں سے ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر ہے چاہے وہ اور سارے دین پر عامل ہو لیکن لوازمات میں سے ایک چیز کا منکر بھی کافر ہے۔ اس کے تمام عقائد و اعمال کا اعتبار نہیں ہے، جیسے کہ قادیانی۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

فهرست مضامین

فصل ۴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر واحترام وادب کا وجوب

پچھلی فصلوں میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے یہاں رُتبہ وشان اور ان پر اللہ کے انعامات کا بیان ہوا، فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے کہ ایسی ذات کا دل سے ادب وتوقیر وتعظیم کی جائے اور اس سے محبت کی جائے اِن ہی جذبات کی تقویت کے لئے اب ادب واحترام سے متعلق اللہ جلّ شانہٗ کے ارشادات لکھ رہے ہیں۔

آیتِ شریفہ ⑯ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات:۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو، کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

آیتِ شریفہ ⑰ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ ؕ (الفتح: ۹)

ترجمہ: "ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔" [1]

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

---

[1] حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:

سورۂ احزاب، سورۂ حجرات اور سورۂ فتح وغیرہ قرآنی سورتوں کے غائر مطالعہ اور تشہد و نماز جنازہ میں درود و صلوٰۃ کی شمولیت پر غور و فکر، قرآن میں درود کی ترغیب اور درود کی فضیلت میں بکثرت وارد ہونے والی احادیث کا راز سمجھنے کا یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مسلمان سے اس سے کچھ زیادہ مطلوب ہے جس کو صرف قانونی اور ضابطہ کا تعلق کہا جاتا ہے جو محض ظاہری اطاعت سے پورا ہو جاتا ہے، بلکہ وہ پاس ادب، محبت اور تشکر و امتنان کا جذبہ بھی مطلوب ہے جس کے سرچشمے دل کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہوں جو رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہو، اس پُر محبت احترام اور احترام آمیز محبت کو قرآن نے تعزیر و توقیر کے لفظ سے ادا کیا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فصل ۵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق جن میں اعظم محبت واتباع کا واجب ہونا ہے

آیت شریفہ ⑱ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:٦)

ترجمہ: "نبی مؤمنین کے ساتھ ان کی جان سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں"۔

ف: حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

نبی نائب ہے اللہ کا، اپنی جان ومال میں اپنا تصرف نہیں چلتا، جتنا نبی کا چلتا ہے۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں اور اگر نبی حکم دے دے تو فرض ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم حقوق دو ہیں:

① محبت ② اتباع

محبت کے وجوب سے متعلق گزشتہ اوراق میں کچھ بیان ہوا، اب یہاں پر محبت کی کمی سے متعلق ایک آیت اور اتباع سے متعلق چند آیتیں لکھتے ہیں:

محبت کے کم ہونے پر وعید

آیت شریفہ ⑲ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ

فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ (التوبہ: ۲۴)

ترجمہ: "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور تمہارے بھائی اور بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب چیزیں) تم کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزا) بھیج دیں، اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو اُن کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔"

وصل متعلقہ فصل ۵

رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر شفقت

گزشتہ فصلوں میں تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خصائص اور ذاتی جمال و کمال کا بیان ہوا، جس کا تقاضا ہے کہ ایسی ذاتِ اقدس سے والہانہ محبت ہو۔ لیکن اللہ کریم نے اپنے حبیب کو محبوبیت کا تیسرا وصف یعنی عطاء و احسان کی صفت بھی کمال درجہ کی عطاء فرمائی اور ہمارے لئے ہمدردی، دلسوزی اور ہماری بھلائی کی حرص بھی عطاء کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شان میں فرماتے ہیں:

آیتِ شریفہ (۲۰) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا

عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○

(توبہ: ۱۲۹)

ترجمہ: "(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔" (بیان القرآن)

آیتِ شریفہ کے بعد حدیثِ پاک کی صرف تین مشہور روایتیں لکھنے پر اِختصار کے پیشِ نظر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ ؏

کون سی تیری ادا دِل کی طلبگار نہیں

① تمام رات کا آرام قربان کردیا

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ آیت یہ تھی:

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○"

ترجمہ: "اگر آپ ان کو (میری اُمّت کو) عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں (آپ کو ان کا ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمائیں (تو آپ کے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں) آپ زبردست ہیں اور حکمت والے ہیں۔"

اِس میں اُمّت کی مغفرت کی درخواست کرنا ظاہر ہے۔

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت کے ساتھ کتنی زیادہ شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی اُمّت پر قربان کر دیا اور ان کے لئے دُعاء مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے۔ کون ایسا بے حس ہو گا کہ اتنی زیادہ شفقت کا حال سُن کر بھی عاشق نہ ہو جائے گا۔

۲ اُمّت کو دوزخ سے بچانے کا اہتمام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اس پر پروانے گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹاتا ہے۔ مگر وہ اس کی نہیں ملتے اور آگ میں گھسے پڑتے ہیں، اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو۔" (روایت کیا اُس کو بخاری نے)

دیکھئے اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزخ سے اپنی اُمّت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ یہ محبّت نہیں تو کیا ہے اگر ہم کو ایسی محبّت والے سے محبّت نہ ہو تو افسوس ہے۔

۳ اے میرے حبیب آپ کیوں روتے ہیں ہم آپ کو خوش کر دیں گے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فهرست مضامین

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام (سورہ ابراہیم آیت ۳۶) اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام (المائدہ آیت ۱۱۸) کی دُعائیں اپنی اپنی اُمّت کے لئے مذکور ہیں اور (دُعاء کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا "اے اللہ میری اُمّت، میری اُمّت" اور روئے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا، اے جبرئیل، محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو! آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے آپ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا اُن کو بتلایا یعنی اپنی اُمّت کی فکر۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السّلام سے فرمایا محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ "ہم آپ کو آپ کی اُمّت کے معاملہ میں خوش کر دیں گے اور رنج نہ دیں گے"۔ (مُسلِم)

مُسلمانو! یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں اگر ان سے محبّت نہ کروگے تو کس سے کروگے۔

اِتّباع کا حُکم

آیتِ شریفہ (۲۱) وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷)

ترجمہ: "اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو"۔

اطاعت کا مقام

آیتِ شریفہ (۲۲) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: "جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

آیتِ شریفہ ۲۳ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (النور: ۵۶)

ترجمہ: "اور حکم مانو اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

آیتِ شریفہ ۲۴ وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ (النور: ۵۴)

ترجمہ: "اور اگر تم حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مانو گے تو ہدایت پالو گے۔"

قرآنِ عزیز میں ۳۳ آیات میں سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا اور آپ کی اطاعت کو ہدایت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ فرمایا۔ (با محمد باوقار)۔

اتباع کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ایسا حق ہے جس کی ادائگی پر اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور اس کے گناہ بخش دیتے ہیں۔

آیتِ شریفہ ۲۵ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور

فہرست مضامین

تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے"۔ [1]

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیم وتوقیر میں صحابہؓ کا عمل اور آپ کے آثار کے ساتھ صحابہؓ کا تبرک حاصل کرنا

① خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق فکان فی یدہ ثم کان فی ید ابی بکر وعمر ثم کان فی ید عثمان رضی اللہ عنہم حتّٰی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے دستِ مبارک میں رہی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

---

[1] سُنّتوں میں بعض چیزیں تو حکم کے لحاظ سے اِستحباب کا درجہ رکھتی ہیں اور بعض وجوب کا درجہ رکھتی ہیں مثلاً ڈاڑھی رکھنا، ٹخنوں سے اوپر پائجامہ پہننا، صلہ رحمی کرنا وغیرہ جن کے خلاف وعیدیں ہیں اگرچہ ان کا ثبوت سُنّت سے ہے اور بعض زندگی کی سُنّتیں مثلاً کئی کئی دن کے فاقے کرنا، جو کی روٹی کھانا، سارا مال خرچ کر دینا یعنی معیشت و معاشرت میں زُہد کا کمال درجہ اختیار کرنا، پختہ خوبصورت مکانات یعنی آسائش و آرائش اور زیبائش کے اسباب کا اختیار نہ کرنا وغیرہ جن کے خلاف میں وعیدیں نہیں ہیں اور نفس کے مریضوں اور ضعفاء کے لئے ان پر عمل نہ کرنے میں رخصت ہے لیکن عزیمت پر عمل کرنے والے مشایخ بھی ہر زمانہ میں رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے زمانہ کے حضرت شیخ الحدیث صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کا عمل دیکھنا ہو تو رسالہ "حضرت شیخ کا اتباعِ سُنّت" یا "العطور المجموعہ" ملاحظہ ہو۔

وقع فی بئرِ اریس نقشہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم).

پھر انہی کے زمانہ میں بیر اریس (ایک کنواں ہے) میں گر گئی۔ اس انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ (شمائل ترمذی)

ف: حضرت شیخ الحدیثؒ شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں:

"بیر اریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے، یہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں چھ برس تک ان کے پاس رہی اس کے بعد اتفاق سے اس کنوئیں میں گر گئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند اس کنویں میں تلاش فرمایا، تین دن تک اس کا پانی نکلوایا مگر ملی نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن اور حوادث شروع ہو گئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں بکثرت ظہور پذیر ہوئے ہیں۔"

"مقامِ غور" ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھی مبارک ان حضرات کے پاس استعمال کے لئے نہیں تھی بلکہ برکت کے لئے تھی (جس کے جانے سے فتن شروع ہوئے) کیونکہ بطورِ مُہر تو اس کے استعمال کا تصوّر ہی نہیں ہو سکتا۔

۲ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

عُروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے صلح حُدیبیہ سے پیشتر اپنا سفیر بنا کر حضورِ عالی میں روانہ کیا تھا (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) انہیں سمجھایا گیا تھا کہ مسلمانوں کے حالات کو ذرا غور سے دیکھیں اور عوام کو آ کر بتائیں۔ عُروہ نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو بقیہ آبِ وضو پر صحابہ رضی اللہ عنہم یوں گرے پڑتے ہیں گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب

(لعابِ دہن) وغیرہ کو زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر رک لیا جاتا ہے، جسے وہ منہ پر مل لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب دوڑے پھرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بولتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے ہیں۔ تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ عروہ نے یہ سب کچھ دیکھا اور قوم سے آکر بیان کیا:

"لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار دیکھا اور قیصر کا دربار بھی دیکھا، نجاشی کا دربار بھی دیکھا مگر اصحابِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے ملک میں حاصل نہیں۔" (بخاری کتاب الشروط)

۳ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفّار نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لئے ان سے خرید لیا تھا، جب ان کو سُولی دینے کے لئے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے (جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے) اُن سے کہا تجھے خدا ہی کی قسم۔ تم چاہتے ہو کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پھانسی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے۔ زید نے کہا:

"خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے۔"

ابوسفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو، جیسے اصحابِ محمد (رضی اللہ عنہم) کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ (الشفاء، سیرۃ ابن ہشام)

اسی طرح اور بہت سی روایات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تبرک حاصل کرنا ثابت ہے جیسے :

★ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک حضرت ام سلیم کی روایت میں ہے (متفق علیہ)

★ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبّہ مُبارک سے تبرک حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی روایت میں ہے۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس)

★ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سے تبرک حضرت اُم سلمہؓ کی روایت میں ہے۔ (بخاری کتاب الوضوء)

★ اور اسی طرح حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے (بخاری کتاب الوضوء)

★ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی میں کُلّی فرما کر حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کو عطاء فرمانا (کہ اس کو پی لیں اور اپنے چہرہ پر مل لیں) بھی ثابت ہے (بخاری باب غزوۃ الطائف)

★ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مُبارک سے تبرک حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ثابت ہے۔ (بخاری، باب حسن الخلق والسخاء وباب من استعد للکفن)

اسی طرح صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک مشاہیر اولیائے اُمت اور نامور محدثین وفقہاء کرام جن سے ہمیں دین پہنچا ہے اور ان کی ثقاہت اور علم و عمل پر اجماع ہے وہ عشقِ نبوی کو لوازمہ ایمان سمجھتے رہے اور ان کی عملی زندگی میں اس کا اظہار عوام وخواص میں مشہور ہے جس کا غیر مسلم بھی اقرار کرتے ہیں بلکہ حیوانات ونباتات وجمادات میں بھی محبتِ نبوی کے اثرات ہیں جَبلِ اُحد کے بارے میں هٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ تو حدیثِ پاک ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَمُحِبِّیْهِ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْیَاعِهٖ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

فہرست مضامین

خلاصۂ کتاب

گزشتہ اوراق میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے یہ واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت و ادب و تعظیم و احترام بھی ایمان بالرّسالت کے لئے لازم ہے۔ اور کسی نبی کی ایک ثابت شدہ خصوصیت یا اس کے ایک حق کا انکار سارے ایمان کے منافی ہوجاتا ہے جیسے کہ طائفہ قادیانی کہ وہ صرف ایک ختمِ نبوت کا انکار کرکے کافر ہوا۔ اسی طرح بعضے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کے لوازمۂ ایمان ہونے کو شرک کہنے والے بھی ایمان اور سنت کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ محبت و توقیر و تعظیم کے بغیر ایمان بالرّسالت کا کوئی عمل معتبر نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایمان تمام اعمال کے لئے شرط ہے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت کے بغیر سُنّت کے افعال کو اپنانا مطلوبہ اور اصطلاحی اتباعِ سنت نہیں کہلائے گا، بلکہ وہ عمل اَعمال منافق کی طرح دیگر مصالح و اغراض کے تحت ہوگا[1]، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے بندے اور رسول بھی ہیں اور حبیب و محبوب بھی ہیں جیسا کہ گزشتہ اوراق میں واضح ہوا۔

اور آیتِ شریفہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ الخ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت جو اتباعِ سُنت ارشاد فرمائی گئی ہے وہ حقیقی اِتباعِ سنت ہے جس کے لئے محبت لازم ہے۔ بغیر محبت رسول کے نہ رسالت پر ایمان کا اعتبار نہ اِتباعِ سُنت کا اعتبار۔ اس بارے میں ہم نے صرف آیاتِ قرآنیہ

---

[1] چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت کے بغیر اتباعِ سُنّت کے دعویداروں کا نیا فتنہ زور پکڑ رہا ہے جو کہ یہود کی سازش ہے، جس میں سادہ لوح مسلمان ملوث ہورہے ہیں۔

کو لیا ہے۔ اس کی خوب خوب وضاحت و تفصیل میں معتبر احادیثِ کثیرہ بھی ہیں۔

اسی بات کو ذہن نشین کرانا ہمارے رسالہ کا اصل مقصود ہے، جس کے حصول کے لئے آگے عملی تشکیل درج کی جاتی ہے۔

اِس رسالہ کے مُطالعہ کے بَعد عملی تشکیل

اللہ جلّ شانہٗ کی پاک ذات جس نے یہ اوراق لکھنے اور پڑھنے کی توفیق دی اس کے کرم سے اُمید ہے کہ اس سے ہمارے دلوں میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی اعتقاد اور ایمانی و حُبّی جذبات تازہ ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم اور محبت میں زیادتی ہوگی اور یہی اُمورِ ایمان کے اہم لوازمات میں سے ہیں۔ اس لئے شیخ الاسلام علّامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تعظیم و توقیر دین کا کوئی ایک حصہ نہیں ہے بلکہ پورا دین ہے اور تعظیم و توقیر کا نہ ہونا رسالت کے انکار کے مترادف ہے۔"

(ماخوذ از الصارم)

لہٰذا مدح و ثنا اور محبت کی آیات و روایات پر غور کرنا، درُود شریف کی کثرت کرنا اور اتباعِ سُنت کی دل و جان سے کوشش کرنے کا آپس میں تلازم اور جوڑ ہے۔ ان میں سے جس چیز میں اپنے اندر کمی نظر آئے اس کو بتکلّف پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور عمل میں سہولت کے لئے متبع سُنت عشاق کی صحبت یا ان کی کتب کا مطالعہ مفید ہے۔ جیسے فضائلِ درُود شریف تبلیغی نصاب نشر الطیب با محمد با وقار، رحمتِ کائنات وغیرہ ہیں۔ اور ضروری امر یہ ہے کہ بے ادبوں اور بغیر محبت سُنت پر عمل کے دعویداروں کی صحبت سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے۔

یہ مندرجہ بالا عملی تشکیل پڑھے لکھے اور کچھ دینی ذوق رکھنے والوں کے لئے ہے لیکن عوام الناس کی غیر تعلیم یافتہ کثیر تعداد کی تعلیم کے لئے ہمیشہ سے عمومی مجالس کا قیام رہا ہے۔ ان مجالس کے لئے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی متبرک کتاب "نشر الطیب" بہت مفید ہے جس میں حضرت نے پہلی فصل تو نورِ محمدی کے بیان میں تحریر فرمائی۔ پھر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور خصائص کا بیان مختلف فصلوں میں کرنے کے بعد آخر میں انتالیسویں فصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں تحریر فرمائی ہے اور اس میں آیتِ شریفہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور متعلقہ روایات حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے، صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل خصائص اور شمائل سننا سنانا اور اس کے لئے بلانا اور اس کی کثرت و تکرار کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا۔"

لیکن ان مجالس میں یا کوئی بھی خیر کا کام جو عوام میں ہو، اس میں حضرات علمائے کرام کو کڑی نگرانی رکھنی چاہئے اور سرپرستی کرنی چاہئے تاکہ کوئی منکرات شامل نہ ہو جائیں اور وہ چیز بجائے خیر کے شر نہ بن جائے۔ الحمد للہ آج کل مجالس ذِکر و مجالسِ دُرود پاک کے نام سے ہمارے دوست حجاز و ہند و پاک میں کثرت سے مجالس قائم کر رہے ہیں جو بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں (جن کی تفصیل رسالہ مجالس دُرود شریف میں ہے) آپس میں ان کی ترغیب ہونی چاہئے اللہ توفیق دے۔

بشارت

إِبْرَأْ إِلَىٰ كُلِّ حِبٍّ مِّنْ مَحَبَّتِهِ
وَثِقْ بِحُبِّ رَسُولِ اللهِ وَاتَّكِلِ

"ہر محبوب کی محبّت سے دست بردار ہو کر حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے رشتۂ اُلفت استوار کر اور اسی پر بھروسہ کر۔"

هُوَ الَّذِي حُبُّهُ فَوْزٌ وَّ مَكْرُمَةٌ
وَحُبُّهُ آيَةُ الْإِيمَانِ فَاكْتَمِلِ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کامیابی، عزت و کرامت اور علامت ایمان ہے، اس کی تکمیل کر۔"

وَحُبُّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا
وَلَا انْفِصَامَ لِحَبْلٍ مِّنْهُ مُتَّصِلِ

"اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وہ مضبوط رسی ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی اور جو رشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو وہ اٹوٹ ہے۔"

يَا حَبَّذَا حُبُّهُ أُنْسٌ لِّمُنْفَرِدٍ
ذُخْرٌ لِّمُدَّخِرٍ زَادٌ لِّمُنْتَقِلِ

"سبحان اللہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبّت انسان کے لئے سامانِ اُنسیّت ہے ذخیرہ اندوز کے لئے بہترین ذخیرہ اور عازم سفر (آخرت) کے لئے توشہ ہے۔"

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اشْكُرْ لِقَائِلِهٖ
وَذَاكَ وَعْدٌ بِلَا خُلْفٍ وَّلَا خَطَلٍ

"اُس ذاتِ عالی کا احسان سمجھو جس نے فرمایا: آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی۔ یہ قطعی وعدہ ہے جس میں کوئی دغدغہ نہیں"۔

اُحِبُّهٗ وَلِذَا اَرْجُوْا شَفَاعَتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ مِنَ الْمَحْبُوْبِ فِیْ اَمَلٍ

"مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔ مُحِب کو محبوب سے اُمید ہوتی ہے"۔

سِیْنُ السَّلَامِ لَهَا الْاَسْنَانُ بَاسِمَةٌ
فَاَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّ السِّیْنِ لِلْقُبَلِ

"سِین سلام کے دانت کھل رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سین کے دانتوں کو ہمیشہ مسکراتا رکھے"۔

شُغْلُ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَالسَّلَامِ كَفٰى
فَبَارَكَ اللّٰهُ لِیْ فِیْ ذٰلِكَ الشُّغُلِ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود و سلام بھیجنے کا شغل کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اس شغل میں برکت دے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّكَ طٰهٰ سَیِّدِ الرُّسُلِ

"اے اللہ! ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما، اپنے نبی طٰہٰ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

ناشر

مُحَمَّد عُمَیْر

مکتبہ یُوسُفیّہ دَارُالتَّصنِیف جَامِعہ عُلُومِ اِسلامیہ

علّامہ محمّد یُوسُف بنوری ٹاؤن، کراچی ۷۴۸۰۰

(تمام مسلمانوں کو اشاعت کی عام اجازت ہے)

نوٹ: اس رسالہ کا بابرکت اور مفید عام ہونا ظاہر ہے، جو صاحب اپنے ذوق کے مطابق خوب سے خوب تر (بلا ترمیم) طبع کرا کر تقسیم کرنا چاہیں اور مکتبات والے فروخت کرنا چاہیں تو ہماری طرف سے اجازت ہے اور ناشر اپنا نام یا کاروبار کا نام لکھیں تو باعث برکت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

ہم نے آپ کو بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنانے

وَمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

والا تاکہ تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب رکھو اور

وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ۝

اس کی پاکی بولو صبح اور شام

سورۃ الفتح پ ۲۶ آیت ۹

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ